کلام نبویؐ کی کرنیں

مولانا عبدالمالک

حضرت ربیعہ بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دن بھر خدمت کرتا یہاں تک کہ عشاء کی نماز ہو جاتی۔ آپؐ اپنے گھر میں چلے جاتے تو میں آپؐ کے دروازے پر بیٹھ جاتا کہ شاید حضورؐ کو کسی خدمت کی ضرورت پیش آ جائے۔ میں رسولؐ اللہ کی تسبیحات سبحان اللّٰہ وبحمدہ کی آواز سنتا رہتا۔ تھک جاتا تو واپس آ جاتا' یا نیند آ جاتی تو سو جاتا۔ میری خدمت اور اپنے اوپر میرے حق کے پیش نظر' ایک دن آپؐ نے فرمایا: کعب! مجھ سے جو مانگنا چاہو مانگو' میں دوں گا۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! مجھے سوچنے کی مہلت دیجیے کہ میں سوچ لوں کہ کیا مانگوں' پھر آپؐ سے عرض کر دوں گا۔

کہتے ہیں اس کے بعد میں نے سوچ بچار کی۔ میں نے سوچا کہ دنیا تو ختم ہونے والی چیز ہے۔ دنیا میں مجھے اتنا رزق مل جائے گا جس سے میرا گزارا ہو۔ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی آخرت کے لیے سوال کرنا چاہیے۔ آپؐ کا اللہ تعالٰی کے ہاں بہت اُونچا مقام ہے۔ میں یہ سوچنے کے بعد حاضر ہوا۔ آپؐ نے پوچھا: ربیعہ! فیصلہ کرلیا؟ میں نے عرض کیا: ہاں' یارسولؐ اللہ! میں آپؐ سے سوال کرتا ہوں کہ میری شفاعت کریں کہ دوزخ کی آگ سے آزاد ہو جاؤں۔ آپؐ نے پوچھا: ربیعہ! آپ کو اس سوال کا مشورہ کس نے دیا؟ میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کسی نے نہیں۔ جب آپؐ نے مجھ سے فرمایا کہ سوال کرو' میں دوں گا' تو میں نے آپؐ کے مقام پر جو اللہ کے ہاں ہے نظر ڈالی اور اپنے بارے میں سوچا' تو میں نے سمجھا کہ دنیا زائل ہونے والی

چیز ہے۔ دنیا میں بقدر گزارا مجھے رزق مل رہا ہے' مل جائے گا۔ میں رسولؐ اللہ سے اپنی آخرت کے لیے سوال کرتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے طویل خاموشی اختیار کی۔ پھر فرمایا: میں شفاعت کروں گا۔ آپ کثرت سے سجدے کر کے اس سلسلے میں میری اعانت کریں۔ (مسنداحمد' البدایہ والنہایہ' ج ۵' ص ۳۳۵' طبرانی فی الکبیر)

اس حدیث میں غور کے دو پہلو ہیں:

۱- کوئی بہت بڑی ہستی جو سب کچھ دے سکتی ہو آپ سے کہے: مانگو' کیا مانگتے ہو' دیا جائے گا--- تو آپ کا کیا جواب ہوگا' آپ خود ہی بہتر جانتے ہیں۔ لیکن حضرت ربیعہؓ کا جواب' جو فوری ردعمل نہ تھا' سوچا سمجھا جواب تھا' آپ نے دیکھ لیا۔ دنیا کے بارے میں خوب سوچا' تولا' پھر آخرت میں آتشِ جہنم سے آزادی کو ترجیح دی۔

۲- طویل خاموشی کے دوران حضرت ربیعہؓ کے دل پر کیا کیا نہ گزر گیا ہوگا۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ شفاعت ہوگئی تو کتنے ہی گناہ کیوں نہ کیے ہوں' بیڑا پار لگ گیا--- لیکن رسولؐ اللہ خود فرماتے ہیں کہ ربیعہؓ! طویل سجدوں سے میری اعانت کرو۔

اہل اللہ کی' والدین کی' اساتذہ کی خدمت کو اپنا طریقہ بنایئے کہ ان کی دعاؤں سے آخرت سنورنے کا امکان ہے۔

مگر یہ کافی نہیں۔ اپنے اعمال' اللہ سے تعلق' نوافل' سجدے ضروری ہیں۔

○

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں پر تمھارے رب کی طرف سے حق کے دلائل اس وقت تک آشکارا ہوتے رہیں گے' جب تک دو نشوں کی بیماری تم پر حاوی نہ ہو جائے۔ ایک جہالت کا نشہ' اور دوسرا زندگی سے محبت کا نشہ۔ تم معروف کا حکم کرو گے' منکر سے روکو گے' اللہ کی راہ میں جہاد کرو گے لیکن جب تم پر دنیا کی محبت غالب ہو جائے گی تو معروف کا حکم کرو گے' نہ منکر سے روکو گے اور اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہ کرو گے۔ ایسے وقت میں کتاب و سنت کی بات کرنے والے اُن مہاجرین اور انصار کی مانند ہوں گے جو السابقون الاولون کا مصداق بن گئے۔ (مسند بزاز' مجمع الزوائد ۷/۲۷۱)

اپنے آس پاس بلکہ اپنے اندر بھی دیکھیں تو یہ دونوں نشے نظر آئیں گے۔ جو لوگ اس میں مدہوش ہیں' وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تو کجا' معروف کو منکر اور منکر کو معروف سمجھ رہے ہیں۔ اقدار بدل گئی ہیں۔ برائی کو برائی نہیں سمجھا جاتا۔ خوش قسمت ہیں وہ جوان حالات میں کتاب وسنت کی بات کرتے ہیں۔ اس سے بڑا رتبہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ السابقون الاولون مہاجرین وانصار کی مانند قرار پائیں۔ وفی ذٰلک فلیتنافس المتنافسون (یہی وہ چیز ہے جس کے لیے لوگ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی حرص کریں)۔

○

حضرت عبداللہ بن حارثؓ سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ' عبیداللہ اور کثیر بن عباسؓ کو ایک صف میں کھڑا کرتے پھر (ان کی دوڑ لگواتے) فرماتے' جو میرے پاس پہلے پہنچے گا' اسے یہ اور یہ انعام ملے گا۔ وہ دوڑ کر آپؐ کی طرف پہنچتے۔ آپؐ کی پیٹھ اور سینے پر چڑھتے۔ آپؐ ان کے بوسے لیتے اور انھیں سینے سے لگاتے۔ (مسند احمد' مجمع الزوائد)

ہمارے گھروں میں یہ مناظر عام ہونا چاہییں۔ اس طرح جو معاشرت تشکیل پاتی ہے' وہی اسلامی معاشرت ہے۔ بچوں سے پیار اور محبت ان کی صلاحیتوں کو اُجاگر کرتے ہیں۔ ان پر بے جا سختی کرنا اور انھیں ڈانٹ ڈپٹ کرتے رہنا' ان کو ذہنی اور جسمانی طور پر کمزور کرنے کا سبب ہے۔ محبت اور پیار کو تربیت کا ذریعہ بنایئے۔ یہی نبیؐ کا طریقہ ہے۔ آپؐ اپنے اہل وعیال کے ساتھ سب سے زیادہ محبت کرنے والے تھے۔ ڈانٹنے ڈپٹنے والے نہ تھے۔

بچوں پر تشدد' ان سے جبری مشقت لینے' یا ان کو تعلیم وتربیت سے محروم رکھنے کا تصور اسلام میں نہیں ہے۔

○

حضرت عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ اروٰی بنت اوس نے حضرت سعیدؓ بن زید پر دعویٰ کیا کہ انھوں نے ان کی زمین کا کچھ حصہ غصب کرلیا ہے۔ ان کو مروان بن حکم کی عدالت میں فیصلہ کے لیے بلایا گیا۔ حضرت سعیدؓ بن زید نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنا ہے اس کے بعد میں کیسے اس کی زمین کا کچھ حصہ دبا سکتا ہوں۔

مروان نے کہا:

آپ نے رسولؐ اللہ سے کیا سنا ہے؟

انھوں نے کہا کہ میں نے آپؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو زمین کی ایک بالشت ظلم سے لے گا' اسے اللہ تعالیٰ سات زمینوں تک کا طوق ڈالے گا۔ اس کے بعد سعیدؓ بن زید نے دعا کرتے ہوئے کہا: اے اللہ! اگر یہ جھوٹی ہے تو اس کی آنکھوں کو اندھا کر دے اور اس کی قبر اس کی زمین میں بنا دے۔

حضرت عروہؓ کہتے ہیں کہ اسے اس وقت تک موت نہ آئی جب تک وہ نابینا نہ ہوگئی۔ میں نے اسے دیکھا کہ وہ اندھی تھی' دیواروں کو ٹٹول ٹٹول کر چلتی تھی' اور کہتی پھرتی تھی کہ مجھے حضرت سعیدؓ بن زید کی بددعا لگ گئی۔ وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ اس کا گزر ایک گڑھے پر ہوا' اس میں گر کر مرگئی۔ وہ گڑھا اس کی قبر بن گیا۔ (بخاری و مسلم)

ہر رسالے میں' ہر اخبار میں بلکہ ریڈیو اور ٹی وی پر بھی قرآن کی آیات اور رسولؐ کی احادیث ہم تک پہنچائی جاتی ہیں' مسلسل' اور کتنے ہی درس و وعظ ہم سنتے ہیں: احکامات' تعلیمات' ترغیبات' منہیات--- لیکن حضرت سعیدؓ کی سادہ دوٹوک بات: رسولؐ اللہ کی کوئی بات علم میں ہو تو اس کے خلاف کرنے کا کیا سوال ہے؟ یہ منزل مطلوب ہے۔ مسلمان کی یہی کیفیت ہونا چاہیے۔ حضرت سعیدؓ نے اپنے اوپر الزام کو اس قدر سنجیدگی سے لیا کہ بددعا بھی دے دی۔ اور اللہ تعالیٰ نے قبول کر کے ظالموں کو ہمیشہ کے لیے تنبیہ کر دی۔

ظلم کے ان سب دائروں کو چھوڑیں جہاں ظلم خوب پھل پھول رہا ہے' صرف جایداد اور زمین کے معاملات میں ہی کیا کچھ' ہر کوئی کرنے کے لیے تیار نہیں ہے' جب کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے---

مولانا مودودی کا لٹریچر' ایک دعوتِ انقلاب

ڈاکٹر سید اسعد گیلانی

اسلام کی نشاتِ ثانیہ اور احیا کے لیے مولانا مودودیؒ نے جس فکر کی آبیاری کی اور جس تحریک کی داغ بیل ڈالی اس کو آگے بڑھانے میں جن ہستیوں نے کلیدی کردار ادا کیا اور فکری رہنمائی کا فریضہ انجام دیا' ان میں ڈاکٹر سید اسعد گیلانیؒ ایک نمایاں شخصیت ہیں۔ انھوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں اور قلم کی جولانیوں کو افکارِ مودودی کی ترویج' کارکنان تحریک اسلامی کے تزکیہ و تربیت اور تحریک کی صحیح سمت میں پیش رفت میں لگا دیا اور ساتھ ساتھ تحریک کی طرف سے تفویض کردہ بہت سی ذمہ داریاں بھی ادا کیں۔ مولانا کی رحلت کے بعد انھوں نے اپنی ایک تحریر میں مولانا مودودیؒ کے لٹریچر کی اہمیت' خصوصیات اور اثر پذیری کا جائزہ لیا ہے۔ مولانا مرحوم کے صد سالہ یومِ ولادت کی مناسبت سے ہم یہ تحریر پیش کر رہے ہیں' تاکہ تحریک اسلامی کے لٹریچر کی اہمیت و افادیت ایک بار پھر اُجاگر ہو سکے اور اس کی توسیع و اشاعت کے ذریعے مولانا مودودیؒ کو بہترین انداز میں خراجِ تحسین پیش کیا جا سکے۔ (ادارہ)

مولانا مودودیؒ کا تیار کردہ لٹریچر زندگیوں کو بدل دینے اور انھیں ایک سمت سفر دینے کی قوت اور توانائی رکھتا ہے۔ اس میں یہ قوت موجود تھی کہ اس نے اپنے زور سے ایک عظیم اسلامی تحریک پیدا کر دی جو پھیلتے پھیلتے پورے برعظیم جنوب مشرقی ایشیا میں پھیل گئی۔ پھر اس کی وسعت کے لیے برعظیم بھی صغیر تر ثابت ہوا اور پورے عالم اسلام میں اور وہاں سے گزر کر دنیا کے بیشتر ممالک میں اپنے نظریاتی اثرات کے ساتھ یہ تحریک وسعت پکڑتی چلی گئی۔

اسلامی تحریک کی اساس و بنیاد

مولانا مودودیؒ کا تیار کردہ لٹریچر ہی دراصل تحریک اسلامی کا بنیادی اور اساسی لٹریچر ہے اور وہی اسلامی تحریک کی غذا اور نمود کا ذریعہ ہے۔ یہ لٹریچر ہر دم تازہ' ہر جگہ موزوں اور ہر حالت میں دعوت کا بہترین سرچشمہ ہے۔ اس لٹریچر کا کارنامہ اور پھل خود تحریک اسلامی ہے۔

تحریک اسلامی کا لٹریچر اس کے جسم کی روح' اس کے کارواں کی مشعل اور اس کے خزانے کا سرمایہ ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ اسی لٹریچر نے مردہ دلوں کو زندگی دی' پست ہمتوں کو بلند عزائم دیے اور شکست خوردہ ذہنیتوں کو ایک نہ تھکنے والا ولولہ تازہ دیا۔ تحریک کے اندر اور باہر جو کام یہ لٹریچر کر رہا ہے وہ نہ فوجیں کر سکتی ہیں' نہ خزانے انجام دے سکتے ہیں اور نہ بڑے بڑے لیڈروں کی لیڈری ہی وہ کام کر سکتی ہے۔

ہماری ملّی زندگی کے ہر گوشے میں صالح خون کی طرح پھیل پھیل کر یہ لٹریچر دیرینہ بیماریوں کا علاج کر رہا ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ اس کی تشخیص سے اور اس کے علاج سے جن لوگوں نے رجوع کیا ہے' ان کے قلوب کی بیماریوں کو اللہ نے ضرور ہی شفا دے دی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لٹریچر تمام تر کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کردہ ہے۔ وہیں سے یہ اپنا رخ متعین کرتا ہے' وہیں سے یہ اپنا طرز فکر لیتا ہے اور وہیں سے دعوت لیتا ہے۔ جو کچھ قرآن کریم' انسانوں سے کہنا چاہتا ہے وہی کچھ یہ لٹریچر قرآن حکیم سے لے کر بندوں تک پہنچاتا ہے۔ جو کچھ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت ملتی ہے' اس ہدایت کو یہ لٹریچر لے کر اللہ کے بندوں میں تقسیم کرتا اور بانٹتا ہے۔ یہ لٹریچر انھی دونوں روشنی کے میناروں سے ضیا حاصل کرتا ہے اور اس راستے کی طرف بھولے بھٹکے لوگوں کو بلاتا ہے۔

جس طرح قرآن کے لانے والے رسولؐ کا پیغام روم میں پہنچانے کے لیے جانے والا روم کی زبان کو' اور فارس میں پہنچانے والا فارس کی زبان کو اختیار کرتا تھا اور ہر رنگ اور ہر زبان میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی ایک ہی بات' ایک ہی دعوت اور ایک ہی ہدایت پہنچائی جاتی تھی' اس میں زیر زبر یا شوشے کا اضافہ نہ ہوتا تھا' اسی طرح تحریک اسلامی کا لٹریچر بھی جن انسانوں تک اللہ اور اس کے رسولؐ کا پیغام پہنچا رہا ہے' ان کی بولیوں کو اختیار کر کے بندوں کے خالق اور مالک کی وہی بات پہنچا رہا ہے جو قرآن اور سنت نے انسانوں سے کہی ہے۔ اس لٹریچر نے

ہماری ملی زندگی کے ہر گوشے کو متاثر کیا اور اسے کسی نہ کسی پہلو سے اسلام کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کی ہے۔ اس نے قدم قدم پر اسلام کا مفہوم اور منشا نکھار نکھار کر پیش کیا ہے' تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ وہ اسلام سے دور رہا اور اس کے ذہن میں فلاں شبہات اور اشکال تھے جن کا کوئی تسلی بخش حل اسے نہ ملا۔ تحریک اسلامی کے لٹریچر نے اس پہلو سے باخبر انسانوں پر یہ حجت بڑی حد تک تمام کر دی ہے۔

مؤثر دعوت

دعوت دین میں مولانا مودودیؒ کا تخلیق کردہ لٹریچر جو کامیابی حاصل کرتا ہے' وہ کامیابی کارکنوں کی ذاتی گفتگو اور دعوت سے بالعموم بڑھ کر ہوتی ہے۔ اس لیے کہ دعوت پہنچانے اور کسی فرد کو غور وفکر پر ابھارنے اور پھر مثبت انداز سے متاثر کرنے کے لیے ایک کتاب کو جو سہولتیں حاصل ہوتی ہیں' وہ ایک کارکن کو نہیں ہوتیں۔

ایک کارکن جب کسی کے سامنے اپنی دعوت پیش کرتا ہے تو اصل داعی کی بات اس شخص تک بالواسطہ پہنچتی ہے۔ وہ جب اس کی دعوت کو سنتا ہے تو وہ اس کے ساتھ ہی بات پیش کرنے والے کی ذات کو بھی شامل رکھتا ہے۔ اس کی شخصیت' اس کی زبان' انداز' لہجہ' لباس' کارکن کے بارے میں کوئی گذشتہ تاثر' سبھی مل کر دعوت کے نفوذ کو بڑھاتے یا گھٹاتے ہیں' اور چونکہ شخصیتیں ہر قسم کے تاثرات ڈالتی ہیں اس لیے بہت ممکن ہوتا ہے کہ کارکن کا لہجہ' بات کا انداز' بحث کا طریقہ' یا کوئی گذشتہ ناپسندیدہ تاثر' اس بہترین دعوت کے اثر کو کم کر دے۔ پھر ظاہر ہے کہ ایک بات جس طرح اصل داعی کہہ سکتا ہے' اس طرح ایک کارکن نہیں کہہ سکتا۔

اسی وجہ سے ایک کتاب کسی کو متاثر کرنے کے لیے بہت سی سہولتیں رکھتی ہے۔ اس سے شخصی پرخاش ممکن نہیں۔ قاری اس کے ساتھ بحث نہیں کرتا۔ اس کی بات توجہ سے سنتا ہے۔ اس کے ساتھ شخصی اور ذاتی لحاظ سے کسی کے مخالفانہ یا ناپسندیدگی کے جذبات وابستہ نہیں ہوتے۔ کتاب کی بات وہ ٹھنڈے دل سے سنتا اور اس پر غور کرتا ہے۔ پھر کتاب' اسلامی تحریک کے بہترین دماغ یا داعی کی نمایندگی اس کے الفاظ میں کرتی ہے--- ظاہر ہے کہ جہاں ایک بات مولانا مودودیؒ سمجھانے کی کوشش کر رہے ہوں' وہ بہرحال ایک عام کارکن سے بہتر طور پر سمجھا

سکتے ہیں۔ اسی طرح تحریک کا یہ لٹریچر قوت نفوذ اور تاثر و تاثیر کے لحاظ سے کارکنوں سے بھی زیادہ کام کرسکتا ہے اور کرتا ہے۔

تعمیر سیرت

تعمیر کردار کے سلسلے میں اس لٹریچر نے قوم کی جو خدمات انجام دی ہیں' ان کی نظیر صدیوں سے مسلمان قوم میں نہیں ملتی۔ اول تو اللہ کے فضل و کرم نے اس کی اشاعت کا اس وقت انتظام فرمایا جب مسلمان قوم اپنے انحطاط کی نچلی سطح کو چھو رہی تھی اور اس کی زندگی کا کوئی گوشہ بھی الا ماشاء اللہ اس اسلام سے آشنا نہ رہا تھا' جسے مسلمانوں نے خود دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔

تحریک اسلامی کے اس لٹریچر نے قوم کی تعمیر سیرت میں زبردست حصّہ لیا اور اسے اسلام کے تمام گوشوں سے نہ صرف آگاہ کیا' بلکہ اسلام کے مطابق چلنے پر ابھارا۔ ایک ایک فرد کا ہاتھ تھام تھام کر اسے بتایا کہ مسلمان کی حیثیت سے تیرا مقام یہ نہیں ہے۔ اس نے فرد فرد کو اس ''حاضر و موجود'' سے بے زار کیا جس پر یہ قوم تکیہ کر کے بیٹھ گئی تھی۔ انحطاط کے جس گھوڑے پر یہ قوم آ بیٹھی تھی اس کی غلاظت' کم مایگی اور پستی سے قوم کو آگاہ کیا اور اسے اس کا مقام بلند دکھایا۔ اسے بتایا کہ جس ٹہنی پر تو آشیانہ بنانے کی فکر میں ہے' یہ نخل طور نہیں ہے بلکہ الحاد و زندقہ کا زقوم ہے۔

اشتراکیت' الحاد اور آمریت کا مقابلہ

اس لٹریچر نے الجھے ہوئے افکار کو صاف کیا۔ کسی ذہن پر اشتراکیت ہتھوڑے چلا رہی تھی' کسی ذہن کو الحاد لذت پرستی میں مبتلا کر رہا تھا' کسی ذہن کو آمریت میں اسلام اور اسلام میں آمریت نظر آنے لگے تھے' کچھ لوگ اسلام کو جنون اور دقیانوسیت کہہ کر اپنی آزاد خیالی کا اظہار فرمانے لگے تھے' اور کچھ لوگ حجروں میں بند ہو کر اور خانقاہوں میں چھپ کر اپنے بچے کھچے آثار ایمان کو بچانے کی فکر میں تھے۔ کچھ لوگ دنیا کے سامنے اسلام سے اپنی وابستگی پر معذرتیں پیش کر رہے تھے اور اسلام میں سے وہ سب کچھ نکال نکال کر پھینک رہے تھے جو یورپ کے تاجر کو ناپسند تھا' تاکہ وہ اپنی دکان میں وہ مال رکھیں جس کو سب لوگ پسند کریں۔ نہ اس پر شیطان کو اعتراض ہو اور نہ قیصر کو۔ ان ساری بوقلمونیوں نے قوم کے اجتماعی مزاج کو ایک عجیب انتشار' کج فکری'

پست ہمتی اور معذرت خواہی سے بدل دیا تھا۔

تحریک اسلامی کا لٹریچر جب آیا تو اس نے سارے جھاڑ جھنکار کو چھانٹا۔ اس نے ذہنوں پر پڑی ہوئی ساری الجھنیں صاف کیں۔ اشتراکیت' آمریت' الحاد' مغرب پرستی' سب کو لا کر روشنی میں رکھا اور اس کے خدوخال واضح کیے۔ ان کے مقابلے میں اسلام کے گوشے گوشے کی وضاحت کی اور بتایا کہ یہ کمخواب میں ٹاٹ' مونج' کھدر اور گاڑھے کے جو پیوند لگائے جا رہے ہیں' یہ اس لیے لگ رہے ہیں کہ بے چارے ضرورت مند ان کی علیحدہ علیحدہ جنس کی پہچان نہیں رکھتے۔ ان کی بصیرت کمزور ہے' اس لیے اس لٹریچر نے ان کو بصیرت کی روشنی دی اور تمام جنسوں کی پہچان بتائی۔ اب جو مخلص ضرورت مند ہو اس کے لیے ممکن نہیں ہے کہ دھوکے سے کمخواب کی جگہ ٹاٹ یا کھدر لے لے۔

یہ لٹریچر ملک کے گوشے گوشے میں پھیل گیا۔ سیکڑوں دارالمطالعوں میں پہنچ گیا۔ ہزاروں اور لاکھوں انسانوں کی نظروں سے گزرتا چلا گیا اور انھیں اسلام کے سوا ہر چیز سے غیر مطمئن کر گیا۔ لاکھوں کو اس نے اپنا ماحول بدلنے پر آمادہ کیا۔ لاتعداد لوگوں کو جو بالکل خاموش طبع اور غیر حرکت پسند لوگ تھے' انھیں اپنے ماحول سے لڑ کر اسے بدلنے پر آمادہ کر دیا۔ جو مسجد کی طرف سے گزرتے ہوئے شرماتے تھے' انھیں مسجدوں میں بار بار حاضری کا عادی بنا دیا۔

مغربی تہذیب وافکار کی بیخ کنی

جو لوگ مغربی علوم کے ساتھ مغربی تہذیب کو بھی آثار ترقی و تہذیب سمجھتے تھے' اس لٹریچر نے ان کے وہ سارے آثار ترقی و تہذیب دریا برد کر دیے' اور انھیں اچھا خاصا مرد مسلمان بنا دیا۔ کالجوں کے وہ نوجوان جو سیر و تفریح' کھیل تماشا' ہنسی مذاق' غل غپاڑے اور لپاڈگی کو ہی حاصلِ زندگی سمجھتے تھے' انھیں زندگی کے مسائل پر غور کرنے کے لیے سنجیدگی' متانت اور وقار دے دیا۔ جو سڑکوں پر چلتے ہوئے چھیڑ چھاڑ کرتے جانا اپنے ماڈرن ہونے کا لازمی جزو سمجھتے تھے' انھیں شرافت سے چلنا' سنجیدگی سے گفتگو کرنا' متانت سے اٹھنا بیٹھنا اور وقار کے ساتھ غضِ بصر کا پورا پورا اہتمام کرنا سکھا دیا۔ اس لٹریچر نے ماڈرن تعلیم کے ساتھ تہذیب حاضر کے زخم خوردہ لوگوں کو اپنی بات انھی کی اصطلاحات' انھی کے انداز اور انھی کے ذوق اور معیار علم کے مطابق

بتائی اور انھیں فتوے سے نہیں' بلکہ دلیل سے سمجھایا۔ پہلے ان کے دماغوں کو مطمئن کیا' پھر دل کی بیماریوں کو رفع کیا۔ اس نے پوری حکمت اور تدریج سے قوم کے اجتماعی شعور میں اسلام کے بارے میں جاہلیت کے لگائے ہوئے ایک ایک کانٹے کو چن چن کر دور کرنے کی مہم جاری کی۔ یہ مہم اس نے پوری قوت سے چلائی۔

ملّی شعور کی آبیاری

ملت میں جس طرف کوئی فتنۂ جاہلیت اُبھرتا ہوا نظر آیا' اس نے آگے بڑھ کر اس کی جڑ کاٹنے کی کوشش کی۔ جس طرح کسان بیج بونے سے پہلے کھیت کے ایک ایک ڈھیلے کو توڑ کر زمین مکمل طور پر ہموار کرتا ہے' اسی طرح اس لٹریچر نے صحیح فکر کا بیج ڈالنے کے لیے غیر اسلامی فکر کے ایک ایک ڈھیلے کو ملی شعور کی کھیتی میں چن چن کر توڑا' اور پست کیا۔ آج مسلمان قوم کا کوئی فرد یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسلامی زندگی کے متعلق فلاں مسئلے کے بارے میں تحریک اسلامی کا لٹریچر خاموش ہے اور کوئی رہنمائی نہیں کرتا۔ اس بیمار ملت کو جس جس دوا کی ضرورت پیدا ہوتی رہی یہ تیماردار فراہم کرتا رہا ہے' اور اب کیفیت یہ ہے کہ تیماردار کے پاس بیمار کی نفسیاتی کیفیات' امراض' عادات' تشخیص مرض اور علاج کا پورا چارٹ تیار ہے۔ اب مریض کو کچھ اپنی قوت ارادی کی بھی ضرورت ہے' جس کے بعد صحت کلی لازمی نتیجہ ہے۔

اس لٹریچر نے دینی احساس اور علم کے ساتھ اسلامی خطوط پر ملت میں سیاسی شعور بھی بیدار کیا۔ وہ لوگ جو دستور اور قانون کا فرق تک نہ جانتے تھے' تحریک اسلامی کے لٹریچر نے انھیں قانون اور دستور کے موضوعات پر تقریروں کے لیے تیار کر دیا۔ لوگوں کو دستور کی اہمیت بتائی۔ لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کو اس مسئلے پر حساس بنایا اور انھیں آمادہ کر دیا کہ وہ اپنا دستور حکومت سے طلب کریں۔ جس قوم کے عوام دستور کا تلفظ نہ جانتے تھے اس قوم کو دستوری مطالبے پر جلسے' جلوس' مظاہرے' تار' ریزولیوشن اور ہر جمہوری طریق سے اظہار خیال پر تیار کیا اور نہ صرف تیار کیا' بلکہ انھیں اسلامی اور غیر اسلامی دستور کے خدوخال اتنے واضح کر کے بتا دیے کہ اب کسی کے لیے ممکن نہیں رہا ہے کہ دجل و فریب سے کفر پر اسلام کا لیبل لگا کر قوم کو دھوکا دے جائے۔

اصولی سیاست کی داغ بیل

اس لٹریچر نے قوم کو اسلامی اصولوں پر ایک بالکل ہی انوکھی انتخابی پالیسی سے روشناس کیا۔ ایسی انوکھی پالیسی جو اسلام سے ناواقفیت کی بنا پر انوکھی ہو کر رہ گئی تھی۔ ورنہ صفاتی نمایندگی پر مبنی انتخابی جدوجہد اسلام کے اصولوں سے ہی اخذ کی گئی تھی اور کوئی یہ نہیں بتا سکتا کہ اس میں فلاں فلاں جزو اسلام کی روح کے منافی ہے۔ اس طریق کار کے ذریعے اس لٹریچر نے عوام کے ہاتھ میں ایک ایسا معیار دے دیا کہ وہ اپنے درمیان سے اچھے اور برے لوگوں کو چھانٹ سکیں۔ بروں سے بچیں اور اچھوں کو آگے لانے کی کوشش کر سکیں۔

اس لٹریچر نے قومی سیاسیات میں پہلی بار شرافت' سنجیدگی' الزام تراشی سے اجتناب' وقار' متانت' صاف گوئی' ایمان داری اور دیانت کو داخل کیا۔ اس نے بتایا کہ قوموں کی تعمیر نعروں سے نہیں ہوتی' کام اور کردار سے ہوتی ہے۔ اس نے جلسوں میں غل غپاڑہ مچانے والوں کو شرافت سے مخالف کی بات سننا اور اپنی بات کہنا سکھایا۔ اس نے قوم میں جمہوری اقدار کی اس وقت بھی پاسبانی اور وکالت کی اور اس کے لیے پابندیِ نشرواشاعت اور ضبطی کی مصیبتیں برداشت کیں جب آمریت اپنی ننگی تلواروں کے ساتھ روحِ ملت کو بار بار چھیدنے پر آمادہ ہوتی رہی۔ اس نے قیصر کے سامنے حق بات ہمیشہ کہی۔ اس نے سیاسیات میں دلائل کو شامل اور دھاندلی کو خارج کیا۔ شرافت کو داخل کیا اور غنڈا گردی کے خلاف مورچہ لگایا' اور بار بار یہ ثابت کیا کہ حق ہی ایک ایسی پونجی ہے جس کے لیے انسان جانیں دیں اور پھانسیوں پر چڑھیں۔

پایدار انقلاب کی بنیاد

بعض لوگ تحریک کے لٹریچر کو اس تحریک کی روحِ رواں اور مروج سیاسیات میں اس کی سست رفتاری دیکھ کر یہ کہتے ہیں کہ 'یہ تو ایک علمی ادارہ ہے جو بہت اچھا علمی کام کر رہا ہے لیکن اس کا سیاسیات سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ تحریک اسلامی کو ایسی سیاسیات سے کوئی واسطہ نہیں' جس کے جلسوں میں کرسیاں چلتی ہیں' جس کے انتخاب میں بوگس ووٹ' شرارت اور غنڈا گردی چلتی ہے۔ جس میں جوڑ توڑ اور اکھاڑ پچھاڑ چلتی ہے' اور جس میں اخلاق' دیانت' شرافت اور صاف گوئی کے بجاے بداخلاقی' بددیانتی' دھاندلی اور دھوکا بازی ہی اس